پوشیدہ تیری خاک میں سجدوں کے نشان ہیں!

مولانا سلیم اللہ زکریا

وہ میری کم سنی کا دور تھا، ابا جان کو میں نے ہمیشہ بے چین دیکھا، غم کے مارے ان کا چہرہ زرد ہو چکا تھا، جب بھی میں اسکول سے واپس لوٹتا تو انھیں ''کتابِ مقدس'' اور ہسپانوی زبان کا سبق سناتا، پھر وہ اپنے ''خصوصی کمرے'' میں چلے جاتے، یہ کمرہ گھر کے ایک کونے میں بنا ہوا تھا اور اس میں مجھ سمیت کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی، وہ اس کمرے کے اندر چند لمحے گزار کر جب نکلتے تو ان کی آنکھیں سرخ انگارہ ہوتیں، جیسے وہ بہت دیر تک روتے رہے ہوں، معلوم نہیں، وہ وہاں کیا کرتے تھے، وہ میری طرف انتہائی بے بسی اور لاچاری کے عالم میں دیکھتے رہتے اور اپنے ہونٹوں کو ہلاتے، جیسے وہ سرگوشی کر رہے ہوں اور جب میں ان کی جانب توجہ کرتا تو وہ اپنا رخ دوسری طرف کر لیتے اور کچھ بھی نہ کہتے، صبح صبح جب اماں مجھے اسکول کے لیے دروازے تک چھوڑنے آتی تو ان کا ستا ہوا چہرہ آنسوؤں سے بھر جاتا اور وہ بار بار مجھے چومتی اور چپکے چپکے روتی جیسے یہ آخری ملاقات ہو، پورا دن میں اپنے گالوں پر ان کے گرم گرم آنسوؤں کی حرارت کو محسوس کرتا، مجھے ان کے رونے پر حیرت ہوتی لیکن یہ تمام باتیں میں سمجھ نہ پاتا اور جب اسکول سے واپس آتا تو میری اماں مجھے اپنی بانہوں میں یوں سمیٹ لیتی جیسے سالوں بعد ان سے مل رہا ہوں۔ میرے ابا اماں مجھ سے دور دور رہتے تھے، وہ دونوں کسی اجنبی زبان میں آپس میں باتیں کرتے تھے جو ہسپانوی زبان ہرگز نہیں تھی اور نہ ہی وہ میرے پلے پڑتی تھی اور جب میں نزدیک چلا جاتا تو وہ فوراً ہسپانوی زبان بولنے لگتے۔ میں یہ دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا اور کڑھتا رہتا، بارہا مجھے یہ خیال آتا۔ شاید میں ان کا بیٹا نہیں ہوں، بلکہ لے پالک بچہ ہوں، میرا غم ایک ناسور کی مانند مجھے اندر ہی اندر کھوکھلا کیے جا رہا تھا۔ گھر کے کسی کونے میں جا کر اُن دونوں سے چھپ کر میں خوب روتا، اس ماحول کی وجہ سے میرے اندر سے بچپنا ختم ہو چکا تھا، میں دوسرے بچوں کے ساتھ نہیں کھیلتا تھا، بس اپنے غم میں گھلتا رہتا اور تنہا بیٹھ کر اس پریشانی کا حل ڈھونڈھتا...... یہاں تک کہ عبادت کا وقت ہو جاتا تو آیا مجھے لے کر گرجا چلی جاتی۔

''ایسٹر'' والے روز جب کہ پورا غرناطہ رنگ و نور میں ڈوبا ہوا تھا، ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں ''حمراء'' جگمگا رہا تھا، گرجوں کے کلس دور سے چمکتے دکھائی دے رہے تھے، آدھی رات کے وقت ابو میرے کمرے میں آئے

اور پھر مجھے اپنے پیچھے پیچھے چلنے کا اشارہ کیا، وہ اپنے ''ممنوعہ کمرے'' کی طرف جا رہے تھے، خوف کے مارے میرے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی اور میرے پاؤں من من بھر کے ہوگئے۔

کمرے کے اندر داخل ہوتے ہی ابو نے دروازہ خوب مضبوطی سے بند کر دیا، پھر وہ چراغ تلاش کرنے لگے، میں اندھیرے میں کھڑا تھا، ایک ایک لمحہ میرے لیے صدیوں پر بھاری تھا...... چراغ کی روشنی میں، میں نے نگاہیں دوڑائیں تو وہاں کوئی حیرت انگیز یا کوئی ڈراؤنی چیز نہیں تھی۔ بس ایک دری بچھی ہوئی تھی اور تپائی کے اوپر ایک کتاب رکھی ہوئی تھی اور ایک تلوار دیوار کے ساتھ ٹنگی ہوئی تھی، انھوں نے مجھے دری پر بٹھایا اور اپنی غمزدہ نظریں میرے اوپر گاڑ دیں۔ مجھے یکایک اس پرسکون رات میں، اس خالی کمرے میں، ان کے سامنے بیٹھ کر ایسا محسوس ہونے لگا جیسے میں دوسری دنیا میں آ گیا ہوں۔ ابا جان نے میرا ننھا سا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھام لیا اور دبی دبی آواز میں وہ کہنے لگے۔

بیٹا! تم اب دس سال کے ہو چکے ہو۔ اب تم بڑے ہوگئے ہو۔ آج میں تمہیں اس راز کے بارے میں بتاؤں گا جو میں تم سے چھپاتا رہا ہوں۔ کیا تم اس راز کو اپنے سینے میں محفوظ رکھ سکتے ہو۔ اگر تم اس راز کو چھپا لو تو اس میں ہم سب کے لیے خیر ہے، تمہارا ایک معمولی سا اشارہ تمہارے والد کو تفتیشی مرکز کے حوالے کر سکتا ہے۔

تفتیشی مرکز کا سن کر میں سر سے پاؤں تک لرز کر رہ گیا میں چھوٹا سا تھا، لیکن تفتیشی مرکز کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اسکول سے آتے جاتے تفتیشی مرکز کے شکاروں کو دیکھتا تھا۔ چند لوگوں کو سولی پر لٹکایا ہوا ہے اور چند لوگوں کو زندہ جلایا جا رہا ہے اور عورتوں کو سروں کے بالوں سے باندھ کر لٹکایا جاتا جس سے وہ مر جاتیں، یا ان کے پیٹ پھاڑ دیئے جاتے...... ابا جان کی بات سن کر میں خاموش رہا۔ ...... کیوں! تم چپ کیوں ہو؟ کیا تم اس راز کو چھپا سکتے ہو؟ ...... جی ہاں ...... اپنی اماں اور قریبی دوستوں سے بھی؟ ...... جی ہاں ...... قریب آؤ اور اپنے کان کھول لو۔ یہاں دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ کہیں میری بھی مخبری نہ ہو جائے اور میں زندہ جلا دیا جاؤں۔ میں ابا جان کے اور نزدیک آ گیا۔ ...... جی ابو، میں سُن رہا ہوں! انھوں نے تپائی پر رکھی کتاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ...... بیٹا! تم اس کتاب کو پہچانتے ہو؟ ...... نہیں ابو! ...... یہ اللہ کی کتاب ہے۔ ...... کتاب مقدس جو یسوع مسیح پر نازل ہوئی ہے۔ وہ ایک لمحے کے لیے لرز کر رہ گئے پھر تڑپ کر کہنے لگے۔

نہیں نہیں یہ قرآن ہے، اسے اللہ نے نازل کیا ہے، جو ایک ہے، تنہا و یکتا ہے، بے نیاز ہے، جس کا کوئی بیٹا یا بیوی نہیں اور جس کا کوئی ہم سر و برابر نہیں۔ اللہ نے یہ کتاب انسان کامل اور انبیاء کے سردار ہمارے آقا حضرت محمد نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتاری ہے۔ میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، مجھے کچھ بھی سُجھائی نہیں دے رہا تھا، ابو جذبات کی رو میں بہتے رہے۔

اسلام کی کتاب ہے، اسلام وہ دین ہے جو ساری انسانیت کے لیے سرچشمۂ ہدایت ہے، ان دریاؤں اور

دیہاتوں کے پیچھے سے بہت دور، لق و دق صحرا میں یہ دین ظاہر ہوا...... مکے میں...... وہاں کی قوم دیہاتی، جاہل، مشرک اور آپس میں لڑنے بھڑنے والی تھی، اس دین نے انہیں توحید کا درس دیا۔ اس دین کی بدولت وہ طاقت، علم وثقافت اور انسانی اقدار کے علم بردار بن گئے اور وہ مشرق ومغرب کو فتح کرنے لگے، یہاں تک کہ وہ اس جزیرے تک پہنچ گئے، جسے اسپین کہا جاتا ہے، یہاں کا بادشاہ ظالم وسرکش تھا اور یہاں کی حکومت عوام کی خون چوستی تھی، عوام بے چارے غربت کے مارے اور جہالت کے ستائے ہوئے تھے وہ علم وتہذیب سے بہت دور تھے۔

مسلمان آئے اور انھوں نے یہاں کے بادشاہ کو قتل کیا اور ظالم حکومت کا تختہ اُلٹ کر رکھ دیا، پھر مسلمان اسپین پر حکمرانی کرنے لگے، انھوں نے انصاف عام کیا، لوگوں کے جان ومال کی حفاظت کی اور علم وہنر سے اس قوم کو مالا مال کر دیا...... مسلمانوں نے یہاں آٹھ سو سال تک حکومت کی...... آٹھ سو سال...... چند ہی سالوں میں اسپین کا دنیا کے خوب صورت اور متمدن ترین ملکوں میں شمار ہونے لگا۔

بیٹا! ہم عرب مسلمان ہیں۔ میں خوف، دہشت اور تعجب کے مارے اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا اور میں چیخ اُٹھا۔ ......کیا؟ ہم؟...... عرب مسلمان ہیں! ...... جی بیٹا! یہی وہ راز ہے جو میں تمہیں بتانے جا رہا ہوں...... ہم ہی ان شہروں کے مالک ہیں، یہ محلات ہم نے بنائے ہیں، یہ ہمارے تھے، جو اب دشمن کے قبضے میں ہیں، یہ منارے ہم نے بنائے تھے، جن پر سے اذان کی آواز گونجتی تھی، اب وہاں گھنٹہ بجایا جاتا ہے، یہ مسجدیں ہم نے بنائی ہیں جن میں مسلمان صفیں باندھ کر اللہ کے سامنے کھڑے ہوتے، ان کے ساتھ ائمہ علماء ہوتے تھے جو محرابوں میں کھڑے ہوکر اللہ کا یہ پاک کلام پڑھتے تھے، اب یہ گرجاؤں میں بدل گئیں، جن میں پادری بائبل پڑھتے ہیں۔

......جی بیٹا ہم عرب مسلمان ہیں اسپین کے ہر علاقے میں ہماری نشانی موجود ہے، یہاں کی ہر بالشت بھر زمین ہماری ہے، ہمارے اجداد کی قبریں یہاں موجود ہیں اور ہر جگہ ہمارے شہداء مدفون ہیں۔ جی...... ہم نے ہی یہ شہر آباد کیے ،ہم نے ہی یہ پل کھڑے کیے، ہم نے ہی یہ راستے بنائے، ہم نے ہی یہ نہریں کھودیں اور ہم نے ہی یہ درخت لگائے۔

لیکن چالیس سال...... تم سن رہے ہونا!؟ چالیس پہلے ابو عبداللہ جو اسپین کا آخری مسلمان حاکم تھا وہ ہسپانیوں کے وعدوں سے دھوکے میں آ گیا اور اس نے غرناطہ کی چابیاں سونے کی تھال میں رکھ کر ان عیسائیوں کے حوالے کر دیں، یوں امت مسلمہ کی عزت، اباء واجداد کی حرمت کافروں کے ہاتھوں گروی رکھ کر اس نے مراکش کی راہ لی۔ جہاں وہ کسمپرسی کی حالت میں بزدلی کی موت مرا اور اپنے بُرے انجام کو پہنچا۔

ان عیسائیوں نے ہمارے ساتھ آزادی، انصاف اور خود مختاری برقرار رکھنے کا وعدہ کیا تھا، لیکن بہت ہی جلد وہ اپنے وعدوں سے پھر گئے اور انھوں نے ''تفتیشی مراکز'' قائم کیے اور ہمیں زبردستی عیسائی بنایا گیا، ہمیں اپنی عربی زبان چھوڑنے کے لیے مارا پیٹا گیا، ہمارے نومولود بچوں کو ہم سے چھین کر انہیں عیسائی بنایا جاتا ہے، اسی وجہ سے ہم چھپ کر عبادت کرتے ہیں، اپنے دین کی توہین اور اپنے بچوں کے کفر پر کڑھتے رہتے ہیں۔

بیٹا! چالیس سال سے ہم اس عذاب کو برداشت کررہے ہیں، جسے پہاڑی چٹان بھی برداشت نہیں کر سکتے، ہم للہ کی طرف سے آسانی کی آس لگائے انتظار کررہے ہیں، ہم مایوس نہیں کیونکہ مایوسی ہمارے دین میں کفر ہے، ہمارا .ین طاقت، صبر اور جہاد کا دین ہے۔ بیٹا! یہ راز ہے، اسے چھپانا تمہاری ذمہ داری ہے، اب تمہارے ابا کی جان نہاری زبان میں ہے۔ خدا کی قسم میں موت سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی اللہ کی ملاقات سے گھبراتا ہوں۔ لیکن میں زندہ .ہنا چاہتا ہوں تاکہ تمہیں تمہاری زبان، دین اور تمہاری ثقافت سے آگاہ کردوں۔ اور تمہیں کفر کے اندھیروں سے کال کر ایمان کی روشنی دکھانا میری ذمہ داری ہے...... اب جاؤ بیٹا جا کر سو جاؤ......

اس کے بعد جب بھی میں ''قصر الحمرا'' کی سرخ رنگ کی منقش عمارت اور غرناطہ شہر کے میناروں کو دیکھتا، تو مجھے جھرجھری سی آجاتی، غم و مسرت اور محبت و نفرت کے جذبات سے میرا دل بھر آتا اور اب اکثر گھنٹوں کے گھنٹوں میں گم سم رہتا۔ اچانک میں جب خیالات کی دنیا سے باہر آتا تو دیکھتا کہ میں ''قصر الحمراء'' کے اردگرد گھوم رہا ہوں اور حمراء کو مخاطب کر کے ملامت کررہا ہوں۔ ......اے حمرا...... اے روٹھے ہوئے محبوب! کیا تم اپنے معماروں کو بھلا بیٹھی ہو؟ کیا تم اپنے مالکوں کی محبت فراموش کر چکی ہو؟ جنھوں نے اپنی جانیں تم پر لٹائیں اور تمہارے سبزہ زاروں کو خون اور آنسوؤں سے سینچا۔ کیا تم ان لوگوں کو نہیں پہچانتیں جن کا سکہ پوری دنیا پر چلتا تھا؟ کیا تم بجائے اذان کے گھنٹے کو اور بجائے علماء کے پادریوں کو پسند کرنے لگی ہو؟

پھر مجھے خوف محسوس ہوتا کہ کہیں کوئی جاسوس سن نہ لے، میں جلدی سے گھر کی طرف لوٹ جاتا، جہاں میں ابا جان کے پڑھائے ہوئے عربی کے اسباق یاد کرتا۔ ایک طرف ہسپانوی لکھ کر پھر وہ دوسری طرف عربی حرف لکھ دیا کرتے تھے اور کہتے یہ ہمارے حروف ہیں پھر وہ اُس کا لکھنا پڑھنا مجھے سکھاتے، وہ مجھے دینی تعلیم دیتے، وضو اور نماز سکھاتے اور میں ان کے پیچھے کھڑے ہو کر اس خفیہ کمرے میں نماز پڑھتا۔ ابا جان ہر وقت خوفزدہ رہتے تھے کہ کہیں میں راز فاش نہ کردوں، اس لیے وہ کبھی کبھار امی جان کے ذریعے مجھے آزماتے تھے، اماں مجھ سے پوچھتی...... تمہارے ابو تمہیں کیا سکھاتے ہیں؟ ...... کچھ بھی نہیں ...... مجھے معلوم ہے، چھپانے کی کوشش مت کرو ...... بالکل نہیں وہ مجھے کوئی نئی چیز نہیں سکھاتے۔

اسی طرح شب و روز گذرتے رہے اور میں نے عربی زبان پر عبور حاصل کرلیا۔ قرآن کو سمجھنے لگا اور دین کے بنیادی عقائد اور مسائل کا مجھے علم ہوا۔ انھوں نے ایک دن اپنے ایک مسلمان بھائی کو مجھ سے ملایا اور کہا ان کو اپنا چچا سمجھو، اس کے بعد ہم تینوں عبادت و تلاوت کے لیے رات کی تاریکیوں میں اُس کمرے میں جمع ہو جاتے۔

''تفتیشی مرکز'' کے مظالم میں آئے دن اضافہ ہوتا جارہا تھا، وہ عربوں کو دیس نکالا دینا چاہتے تھے، کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں ہم بیس تیس ایسے مسلمانوں کو نہ دیکھتے ہوں، جنہیں سولی پر لٹکایا گیا ہوتا یا زندہ جلا دیا گیا ہوتا اور سینکڑوں لوگوں کے بارے میں یہ سننے میں آتا کہ انہیں سخت تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے، ان کے ناخن کھینچ لیے

جاتے ہیں، ان کی آنکھوں پر گرم سلائی پھیر دی جاتی ہے اور انہیں اتنا پانی پلایا جاتا ہے کہ ان کی سانس اٹک جاتی ہے، ان کے قدموں، ہاتھوں اور پُشت کو گرم لوہے سے داغا جاتا ہے، ان کی انگلیوں کو کاٹ کر بھونا جاتا۔ پھر اُن کے منہ میں ڈال دی جاتیں اور بالآخر اتنا مارا جاتا کہ ان کے بدن کے گوشت کٹ پھٹ کر ہوا میں اُڑنے لگتے۔ یہ سلسلہ کافی دراز ہوگیا، تو ایک روز ابا جان نے مجھے بلایا اور کہا۔

...... بیٹے مجھے لگتا ہے کہ میرا وقت آن پہنچا ہے، میری تمنا ہے کہ اللہ بزرگ و برتر مجھے ان ظالم عیسائیوں کے ہاتھوں شہادت نصیب فرمائے، شاید کہ اللہ جل شانہ مجھے جنت میں داخل فرمائے، بس یہی میری کامیابی کی آخری منزل ہے، اب جب کہ میں تمہیں کفر کی تاریکیوں سے نکال چکا ہوں اور امانت تمہارے حوالے کر چکا ہوں، اب کوئی ارمان، کوئی تمنا میرے دل میں باقی نہیں رہی...... اگر مجھے کچھ ہو جائے تو اپنے اس چچا کی بات ماننا اور کسی بات میں ان کی نافرمانی مت کرنا...... پھر ہم تینوں کافی دیر تک ایک دوسرے سے لپٹ کر روتے رہے......

اس واقعہ کو کافی دن گزر گئے تھے کہ سردیوں کی ایک کالی رات میں میرے چچا مجھے پکارنے لگے، انھوں نے مجھے جلدی چلنے کا حکم دیتے ہوئے کہا۔

...... اللہ نے ہمیں بھاگنے کا موقع دیا ہے، چلو جلدی کرو، ہم مراکش کی جانب فرار ہو جائیں گے، وہ مسلمانوں کا ملک ہے۔ ...... میرے ابو امی کہاں ہیں؟ میں چیخ اُٹھا۔ تو چچا جان نے میرا ہاتھ سختی سے پکڑ کر مجھے اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ ...... کیا تمھارے ابو نے تمہیں میری ہر بات ماننے کا حکم نہیں دیا تھا؟!

میں اُن کے ساتھ بادل نخواستہ چل پڑا...... جب ہم شہر سے دور نکل آئے اور ہر طرف تاریکی کا راج تھا، انھوں نے مجھے کہا! ...... بیٹا! صبر کرو! اللہ جل شانہ نے تمہارے ابا اماں کو شہادت کے مرتبہ پر فائز کر دیا ہے، عیسائیوں نے انہیں قتل کر دیا ہے۔ یہ چھوٹا سا بچہ مراکش بحفاظت پہنچ جاتا ہے، جہاں لوگ انہیں شیخ محمد عبدالرفیع کے نام سے جانتے ہیں، وہ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ اسپین کے ان حالات کو پڑھ کر ہر دردمند دل رکھنے والا مسلمان مضطرب ہو جاتا ہے، کہیں ہم بھی اس اندھیری رات کے مسافر کی طرح تو نہیں بن جائیں گے، جو نشان منزل سے واقف نہ ہو۔ علماء کی بے حرمتی، طلبہ کی تذلیل، مجاہدین کی اندھا دھند گرفتاری اور ایٹمی سائنس دانوں کی ''پاک صاف حکمرانوں'' کے ہاتھوں رسوائی اور دوسری طرف غیروں سے وفاداری، اپنوں سے بیزاری، یہودیوں کے سامنے جی حضوری اور عیسائیوں کے آگے کاسہ گدائی لیے پھرنا...... نجانے یہ سب کچھ ارضِ پاک میں کیا گُل کھلائے گا!

عالم اسلام کے رنگارنگ ''ابوعبداللہ'' اپنے ملکوں کو کس جہنم میں جھونک رہے ہیں! پاکستان جیسی اسلامی مملکت کا خواب دیکھنے والے شاعرِ مشرق کا یہ درد کہیں اس پاک سرزمین کے مستقبل کے لیے نوشتۂ دیوار تو نہیں......!!

ہسپانیہ تو خون مسلماں کا امین ہے — مانند حرم پاک ہے تو میری نظر میں
پوشیدہ تیری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں — خاموش اذانیں ہیں تیری باد سحر میں